۱۹۷۱ء

شریکِ دعوتِ اِسلام ہیں ابوطالبؑ نبیؐ کو حق کا اک اِنعام ہیں ابوطالبؑ
حریمِ وحی میں الہام ہیں ابوطالبؑ حرم کے عزم کا احرام ہیں ابوطالبؑ
یہ چمن کے لائیں جو غنچہ وہ پھول ہوجائے
پھر اُن کے سائے میں پل کر رسولؐ ہوجائے
رسولؐ رب کے نگہبان ہیں ابوطالبؑ نبیؐ ہیں دین تو ایمان ہیں ابوطالبؑ
نزولِ وحی کا عنوان ہیں ابوطالبؑ بغیر لفظوں کا قرآن ہیں ابوطالبؑ
انھیں کے دَم سے ہوئی ابتدائے بسم اللہ
انھیں نے نقطہ دیا زیرِ بائے بسم اللہ
پیمبری کی بلاؤں کا رد ابوطالبؑ مدد خدا کی ہے، بشکلِ مدد ابوطالبؑ
نبیؐ کی ڈھال دَمِ جدّ وکد ابوطالبؑ نشانہ ختمِ رسلؐ اور زد ابوطالبؑ
جہاد ان کا ہے پس منظرِ جہادِ علیؑ
علیؑ ہیں بعد میں اِن کے، یہ پہلے نادِ علیؑ
مخالفت پہ نبیؐ کے تُلے تھے جب کفّار کئی بزرگ تھے مکّے میں آپ کے غمخوار
بہت شریف، بہت پارسا، بہت دیندار بڑے دلیر، بڑے سورما، بڑے جرّار
اسیرِ شعب ہوئے یہ تو سب وہ ڈر کے ہٹے
پہاڑ ٹوٹتے آئے نظر تو سر کے، ہٹے
نظر چُرا گئی دنیا مگر ابوطالبؑ کسے تھے نصرتِ حق پر کمر ابوطالبؑ
ہزار تیغیں تھیں اور اک سپر ابوطالبؑ رکھے تھے اپنی ہتھیلی پہ سر ابوطالبؑ
لگن جو ان کو نہ ہوتی چراغ گل ہوتا
نبیؐ کا فاتحہ، قرآن کا بھی قل ہوتا

ہر اک محل میں ہیں مشکل کا حل ابوطالبؑ — نبیؐ کی جرأتِ ، عزم و عمل ابوطالبؑ
مخالفوں کی یورش میں اٹل ابوطالبؑ — کہ سیلِ تند کی زد پر کنول ابوطالبؑ
انھیں کے رعب سے خائف عرب کے خودسر تھے
گنو تو ایک تھے ، سمجھو تو ایک لشکر تھے

اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا جو حق نے فرمایا — یہ کس کا فعل پسند آگیا جو اپنایا
اگر یہ وہ ہے جو ایمان تک نہیں لایا — تو کیا یہ آیہ ہے کافر کی مدح میں آیا
نہیں کچھ اور بشر کے سوا ابوطالبؑ
مگر اس آیے میں عینِ خدا ابوطالبؑ

وہ پروردۂ جسم و دماغ نورِ الٰہ — نبیؐ کی فکر سے ظاہر ہے جس کا ذوقِ نگاہ
علیؑ کا حسنِ عمل جس کی تربیت پہ گواہ — اسی سے نسبتِ تکفیر ، لے معاذ اللہ
اِذِ ابْتَلٰی کی خبر کا یہی تتمہ ہیں
علیؑ ہیں ان کے پسر ، یہ ابوالائمہؑ ہیں

چڑھا ہے جن کی حمایت میں دینِ حق پروان — رسالت اور شریعت پہ جن کے ہیں احسان
پیمبرِ عربی پر نثار جن کی ہے جان — نبیؐ کے عزم کی تکمیل جن کا ہے ایمان
وہی بتائیں گے ، پوچھو نبیؐ سے کیسے ہیں
پسر بھی اِن کا ہے ایمانِ کُل یہ ایسے ہیں

منافقین کہ دل میں غبار ہے جن کے — جو پاس بیٹھنے والے ہیں رات اور دن کے
اِدھر اُدھر جو بھٹکتے ہیں بغض میں ان کے — چنیں نہ صورت حَمَّالَةَ الْحَطَبِ تنکے
لگائے رکھتے ہیں دل کو جو ان کی لاگ میں وہ
سقر کا بنتے ہیں ایندھن حسد کی آگ میں وہ

تلاشِ حق کی جو اے چشمِ شوق تجکو ہے دُھن — تو ڈوب قلزمِ قرآں میں اور موتی چُن
بگوشِ دل کبھی یٰسین کی زبان سے سُن — کلام جَاءَ مِنْ اَقْصَی الْمَدِیْنَةِ رَجُلٌ
یہ اک رجل ہے عرب کو پچھاڑنے والا
پھر اک رجل درِ خیبر اکھاڑنے والا

بُھلا سکیں گے یہ عظمت بداعتقاد اِن کی — کہ ہے شریعتِ اسلام خانہ زاد اِن کی
نگاہبانیِ احمدؐ ہے سب کو یاد اِن کی — یہی مُراد مشیت یہی مُراد اِن کی

رسولؐ کو جو انھوں نے نظر کے تِل میں رکھا
تو حق نے اپنے ارادے کو اِن کے دل میں رکھا

کہاں ہے ننگ نظر ہم سے بھی تو آنکھ ملا — ہے ان کے کفر کا دعویٰ تو کچھ ثبوت بھی لا
کوئی تو رسم جہالت کی اِن کے گھر میں دکھا — بتوں کے آگے جھکا اِن کا سر، سر اپنا جھکا

خدا کے نور پہ اور خاک ڈالنے والے
یہ بُت شکن کو ہیں گودی میں پالنے والے

چھپا ہوا ہے تعصب کی شب میں عقل کا دن — ہٹے یہ گرد تو فہم رموز ہے ممکن
نہاں تھا آل میں فرعون کی جو اک مومن — جو کفر اس کا تھا ظاہر، تو دین تھا باطن

مِلا رہا جو بظاہر گروہِ بدعت سے
کلیم بچ گئے زندہ اُسی کی رویت سے

رضائے حق سے وہ ایسا اگر نہ بن جاتا — کتاب میں نہ خدا اس کی مدح فرماتا
کلیم پاک پہ ایماں جو کھُل کے لے آتا — تو پھر حمایتِ موسیٰ کہاں سے کر پاتا

کچھ اِس قدر یہ تقیّہ خدا کو بھایا ہے
کہ وصف یَکۡتُمُ ایمانَہٗ میں آیا ہے

نہ دیکھو یہ کہ نقابِ رُخِ نِکو کیا ہے — تم ان کے دل کو ٹٹولو کہ آرزو کیا ہے
بیانِ قلب میں قالب کی گفتگو کیا ہے — لہو کے آگے پسینے کی آبرو کیا ہے

تمھیں بتاؤں کہ اعلیٰ ہیں اب کہ پست یہ ہیں
خدا ہے سر پہ محمدؐ کے، سرپرست یہ ہیں

رسولؐ پاک کی کھیتی جو حشر تک ہے ہری — بہت کچھ ان کی بھی شامل ہے اُس میں دیدہ دری
بُری لگے کہ بھلی بات ہم کہیں گے کھری — یہ تیر ہے کہ تبرّ یہ بتائیں گے طبری

جو لکھ گئے انھیں ہمت نہ ہارنے والا
نبیؐ کو دعوتِ حق پر اُبھارنے والا"

علیؑ کو آپ نے پوچھا بُلا کے خلوت میں
شریک کیوں ہو محمدؐ کی ہر عبادت میں
وہ بولے، کیا کوئی شک ہے مجھے رسالت میں
کہا، ہماری خوشی بھی ہے اس اطاعت میں
اسی طریق پہ باقی رہو کہ حق یہ ہے
بتائے اب کوئی کیا کفر کا سبق یہ ہے

رسولؐ ان کا بڑا احترام کرتے ہیں
صوابدید سے تنظیمِ عام کرتے ہیں
سحر کو اٹھتے ہی اوّل یہ کام کرتے ہیں
انھیں نماز سے پہلے سلام کرتے ہیں
نبیؐ اگر کسی کافر کا یوں سلامی ہے
تو پھر ضرور نبوّت میں کوئی خامی ہے

انھیں کے گھر میں ہیں خیر الانام صلِّ علیٰ
پسر نبیؐ کا ہے قائم مقام صلِّ علیٰ
کے نصیب ہے یہ احترام صلِّ علیٰ
کہ ان کے خوردہیں بارہ امام صلِّ علیٰ
خطا معاف ہو یہ بھی اگر نہیں مومن
تو پھر جہان میں کوئی بشر نہیں مومن

نظر میں رکھ کے حقائق جناب کا ایمان
نگاہِ باقرِ علمِ رسولؐ سے پہچان
کہ بہرِ وزنِ یقیں نصب ہو اگر میزان
تُلے عمل کی ترازو میں خلق کا ایقان
مقابلے میں نمایاں رہیں ابوطالبؑ
ہوں ایک پلّے میں سب، ایک میں ابوطالبؑ"

عمل کا آپ کے پلّہ نہ کیوں رہے بھاری
کہ ہیں یہ عاشقِ محبوبِ ایزدِ باری
گراں سے بھی ہے گراں تر بچشمِ دینداری
نبیؐ کے دَورِ عبوری میں ان کی غمخواری
کوئی بھی پاس نہ پھٹکے جوان کو پاس نہ ہو
یہ روبرو جو نہ ہوں، دین روشناس نہ ہو

قلوبِ دہر پہ سکّے ہیں جن کی ہیبت کے
یہ ہیں زمین یہ وہ آسماں عزیمت کے
پہاڑ بھی جو ہوں حائل غم و مصیبت کے
یہ کاٹ دیں انھیں تیشے سے استقامت کے
کہاں زمانے میں ایسے دلیر ہوتے ہیں
یہ وہ جری ہیں کہ عبّاسؑ ان کے پوتے ہیں

کسی کے دل کو پرکھنے کا مستقل معیار   اک اُس کا قول ہے اور ایک سیرت و کردار
یہ دونوں باتیں پرکھنا ہیں اس جگہ دو بار   یہ رُخ ورق کا ہے رنگیں کہ وہ بھی ہے گلنار!
بنے ہیں بحث کے دو باب غور و فکر کے بعد
نزولِ ذکر سے پہلے، نزولِ ذکر کے بعد

نزولِ ذکر سے پہلے کے سیکڑوں راوی   وہ ایسے، ملّتِ بیضا میں جیسے بیضاوی
نظر جو ان کے بیانات پر ہوئی حاوی   یہ دل کی بات نکالی بصد جگر کاوی
علیؑ کے باپ تھے ربِّ جلیل کے پیرو
رسولؐ رب کے مُرَبّی، خلیلؑ کے پیرو

بتوں کے دَور میں وحدت پرست کفر شکن   امینِ امن و اماں، قامعِ شرور و فتن
ستم زدوں کے، یتیموں کے ملجأ و مامن   عمل کا گنجِ گراں، علم و فضل کا مخزن
نہ دل میں شرک کی ظلمت نہ جاہلیت کی
جبیں میں صدق کی ضَو، صُلب میں امامت کی

نہ بَر میں خلعتِ شاہی نہ سر پہ تاجِ زری   مگر یہ خُلق کہ محکومِ عالمِ بشری
جہاں بلند نگاہی نہ ہو وہ سب نظری   ہر اک کے غم کی خبر، اپنے غم سے بے خبری
صلا تھی عام کہ ہر پھول خوشہ چیں توڑے
شکستہ حال ہوئے پھر بھی دل نہیں توڑے

براہِ راست یہ سروِ ریاضِ ابراہیم   خلیق، نیک سِیَر، سرپرستِ خلقِ عظیم
مشیرِ ختمِ رسلؐ، خاتمے کی عقلِ سلیم   دلیر، شیر جری، رحم دل، غیور، کریم
دمِ جلال و غضب قہر کینہ جُو کے لیے
سکوں محب کے لیے، زلزلہ عدو کے لیے

کوئی بھی غم میں پہنچ جائے، آپ جائے پناہ   مقام و منزلِ معبود و عبد سے آگاہ
عبودیت میں جو حق العباد پیشِ نگاہ   تو اوصیا کا نمونہ تھے یہ بحمد اللہ
عجیب عالمِ عرفاں تھا کبریا کی قسم
ہجومِ غم میں بھی دل مطمئن خدا کی قسم

یہ رحمت و کرم و فیض و جُود کے دریا — جو دل سخا کا سمندر تو آنکھ بحرِ عطا
کہ جیسے جانبِ قبلہ کی پُر اُمید گھٹا — جھما جھمی سے جو برسے تو جھوم جائے فضا

یہی کرم تھا جو تا حدِّ اِنتما آیا
اِسی عطا کی خبر حُسن کے ھَل اَتیٰ آیا

عمل کو دیکھیے یا جانچیے صفائیِ دل — ہر اک لحاظ سے ہیں اِحترام کے قابل
قوی جو فکر و بصیرت تو معرفت کامِل — کرم میں آبِ رواں، عزم میں پہاڑ کی سِل

یہ نیکیاں ہیں مُسَلَّم جو آپ نے کی ہیں
بشر کے بھیس میں گویا جہانِ نیکی ہیں

ہوئی جو قحط سے فاقوں میں مبتلا خلقت — تمام قوم ہوئی ان سے طالبِ نصرت
اُٹھے بھتیجے کو لے کر پئے دعا حضرت — اِدھر زبان کُھلی اور اُدھر درِ رحمت

خدا کی شان دکھا دی گھڑے کھڑے فوراً
دعا کے ساتھ سمندر برس پڑے فوراً

یہ ذکر ... ... کہے یہ بات اگر — کہ ہونے والے نبیؐ کی دعا کا تھا یہ اثر
تو ہم کہیں گے یہ شک آپ کا سر آنکھوں پر — کہ مدعا ہے اِسی کے جواب میں مضمر

یقیں ہے دین کی بنیاد با خدا کے لیے
یقین تھا تو یہ لائے انھیں دعا کے لیے

شریکِ امرِ نبیؐ تھے یہ بن کے کوہِ عظیم — رواجِ حق کو اُٹھے تو اُٹھے بعزمِ صمیم
اب اس میں جو بھی کڑی آئے، خمِ سرِ تسلیم — یہ اِن کا فعل، یہی سنّتِ نبیِ کریمؐ

یہی تو فکر و نظرِ فتحِ باب تھی جب بھی
اسی کا حسنِ نتیجہ اساس ہے اب بھی

سُنے ... ... وہ کلمے کبھی جہاں میں کب — جو عقدِ نسبتِ اسد میں ادا ہوئے بہ ادب
ہے کُلِّ حمد کا حقدار عالمین کا رب" — یہ پہلے اِن کا تھا خطبہ، کلامِ پاک ہے اب

بڑا غضب ہے جو شک ہو اب اس کے ایماں میں
کہ جس کے لفظ ہیں اُم الکتاب قرآں میں

یہ مسئلہ ہے مسلّم، نہیں محلِّ نظر — پڑھائے عقد جو کافر تو عقد ہے ابتر
نہ تھے یہ دینِ حنیفی پہ قبلِ بعثت اگر — رسولؐ نے انھیں قاضی بنا لیا کیونکر
جو کفر کا کوئی اِس باخدا کے قائل ہے
تو پھر نبیؐ سے خدیجہ کا عقد باطل ہے

رسولؐ جبکہ نہ تھے اور نہ تھے رسول پرست — یہ تھے کرامتِ وہبی سے تب بھی بالادست
کھلے سپاہِ ھوازِن میں یہ رموزِ الست — یہ مل گئے تو ظفر تھی، یہ ہٹ گئے تو شکست
ہو منکر اب جو کوئی آپ کی ولایت سے
تو کیا وہ دَور تھا خالی خدا کی حجت سے

سماج میں تھا رواج شراب و نغمہ و ساز — یہ اس سے دُور بفتوائے فکرِ وحی طراز
عمیق علم، کمالاتِ نفس سے ممتاز — ولی سرشت، امامت منش، نبوت ساز
یہ وقت لائے یہی حفظِ مصطفےٰؐ کر کے
ملی نبیؐ کو رسالت، خدا خدا کر کے

نزولِ وحی ہوا اور چچا کے پاس آئے — زبان سے ابھی کہنے بھی کچھ نہیں پائے
کہ دیکھتے ہی انھوں نے وہ لفظ فرمائے — جو تھے کتابِ ولایت کے بولتے آئے
کہ جیسے اُن کو خبر مل گئی ہے پہلے سے
خبر سے دل کی کلی کھل گئی ہے پہلے سے

خدا ہی جانے یہ الہام تھا کہ جذبۂ دل — کہو گے اب اسے ایماں کی کون سی منزل
زبانِ حال میں بولا یہ عارفِ کامل — تمھارے حال سے بیٹا چچا نہیں غافل
چھپا چھپا کے نہ اب سجدہ و رکوع کرو
خدا معین ہے اعلانِ حق شروع کرو

وہ شان ہو کہ عدو سُن کے ہمتیں ہاریں — فصیح زورِ تکلّم پہ جان و دل واریں
خلافِ دابِ ادب یہ ذرا جو دم ماریں — نکل پڑیں گی ابھی کاٹھیوں سے تلواریں
جِلو میں بہرِ مدد رحمتوں کا لشکر ہے
نہیں خدائی تو ڈر کیا خدا تو سر پر ہے

یہ دے گئے تھے پدر مجکو مژدۂ دل خواہ
کہ ہے پیمبرِ خاتم یتیم عبد اللہ
کرے جو خیر سے اعلانِ حق یہ غیرتِ ماہ
اٹھو برائے مدد لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

پدر کے قول کا ایقان فرض ہے مجھ پر
تمھارے دین پہ ایمان فرض ہے مجھ پر

چچا نے دے کے سہارا انھیں ابھارا جب
تو آس بندھ گئی، خوش ہو گئے رسولِ عرب
علیؑ کو بھیج کے کنبہ کیا نبیؐ نے طلب
چراغ حق کا جلایا میانِ ظلمتِ شب

قریش آئے جو دعوت میں ذوالعشیرہ کی
جلا شروع ہوئی اُن قلوبِ تیرہ کی

رسولِ رب نے سنایا انھیں جو حق کا پیام
چلے گئے وہ سب اُٹھ کر، خواص اور عوام
نبیؐ نے دوسرے دن پھر طلب کیا سرِ شام
ہوا طعام قبول اور گفتگو ناکام

تھے روکھے پن سے جو رخصت کیے فتنہ جو طالب
کمر کو کس کے کھڑے ہو گئے ابوطالبؑ

کہا کہ اے مرے فرزند واجب الاکرام
تمھاری باتیں ہیں سچی کہ تم ہو صدق تمام
نثار ہے ہو جو شیریں نصیحتوں کے کلام
مجھے قبول ہے دعوت کرو تم اپنا کام

ہر اک قدم مرے بابا کی ہے دعا حافظ
تمھارا میں ہوں محافظ، مرا خدا حافظ

یہ بات کہہ کے جو مجمع پہ اک نظر ڈالی
وہ سب تھے جمع جوان کو سمجھتے تھے والی
جو حکم دیتے تھے جاتا نہ تھا کبھی خالی
کہا یہ دل نے کہ ظرف ان کے تو نہیں عالی

انھیں کے فتنے سے اسلام کو بچانا ہے
انھیں کو موڑ کے باطل سے حق پہ لانا ہے

ابھی جو کلمۂ طیب کیا زباں سے ادا
تو پھر یہ بات نہ مانیں گے تیر ہو گا خطا
رُکے یہ سوچ کے اور آخرِ سخن میں کہا
مدد کروں گا بھتیجے کی اپنے میں بخدا

خدا کا ایک ہے دین اور وہ نیا کب ہے
جو میرے باپ کا مذہب وہ میرا مذہب ہے

ابولہب نے سُنا یہ تو بول اُٹھا جل کر — کہ بھائی جان ذرا سوچیے بفکر و نظر
یہ ننگ و عار مسلط نہ کیجیے ہم پر — بپھر کے بولے ابوطالبِ خجستہ سیر
سمجھ چکا ہوں میں اچھی طرح نتیجے کو
مجال کس کی جو ٹوکے مرے بھتیجے کو

پڑھی ہیں میں نے سماوی کتب بچشمِ عمیق — یہ دین حق ہے محقق بدیدۂ تحقیق
پکارے مڑ کے بھتیجے کو پھر بہ عزمِ شفیق — اٹھو اٹھو مرے سردار صادق و صدیق
پیامِ حق کا سناؤ کہ ہم سنیں گے اسے
کسی نے چوں بھی اگر کی تو دیکھ لیں گے اسے

چچا نے کھل کے یہ وعدہ کیا جو نصرت کا — وقار بڑھنے لگا دن بدن رسالت کا
زمانہ سمجھے گا کیا راز مومنیت کا — یہ ہے جہاد کا میداں نہیں پھری گتکا
دیارِ کفر میں کلمے کی دھوم مچنے لگی
بہارِ نغمۂ وحدت فضا میں رچنے لگی

رفیقِ کار ہوئے بے خطر ابوطالبؑ — ڈٹے محاذ پہ لے کر سپر ابوطالبؑ
جمے رہے صفتِ شیرِ نر ابوطالبؑ — اُدھر رسولؐ مبلغ، اِدھر ابوطالبؑ
وہ حسبِ وقت و محل آیتیں سنانے لگے
یہ پڑھ کے اُن کے قصیدے فضا بنانے لگے

قصائدِ متعدد کہے بشانِ رسولؐ — جو آج تک ہیں فصاحت کی بزم میں مقبول
خطاب کر کے نچھاور کیے یہ مدح کے پھول — تمھاری دعوتِ صادق ہے جان و دل سے قبول
ہمارے ناصحِ کامل ہو اور امین ہو تم
تمھارے دین کے صدقے ہمارا دین ہو تم

تمھیں گھرانے میں ہاشم کے ہو وہ چشمۂ آب — کہ جس کے فیض سے نسلیں ہوں حشر تک سیراب
جبیں تمھاری بزرگی کے اوج کی مہتاب — مثیلِ حضرتِ موسیٰؑ تو خضرِ راہِ صواب
جہاں میں فخرِ اب وجد ہو تم خدا کی قسم
نبی ہو اور محمد ہو تم خدا کی قسم٭

٭ قصیدۂ حضرت ابوطالب کا ترجمہ

اب اِس مقام پہ تیغِ قلم بجائے مصاف ہے داد خواہ اسی سے جو اس جگہ ہے خلاف
نبیؐ ہو تم، یہ قصیدے میں کہہ دیا جب صاف تو پھر بھی کیا ہیں یہ کافر ہی، کیجئے انصاف
مناظرہ ہے نہ بحثیں ہیں کینہ و کد کی
یہ جدّ و کد ہے کہ یہ بات ہے مرے جدّ کی

اِدھر یہ ان کے قصیدوں کا ہو رہا تھا اثر کہ دب رہے تھے مسلسل قریش کے خود سر
اُدھر نبیؐ سے خدا کا کلام سُن سُن کر قیاس و وہم سے میداں طلب تھی فکر و نظر
یہ اِنقلاب کے سامان ہوتے جاتے تھے
کہ بُت پرست مسلمان ہوتے جاتے تھے

کسی کا لوٹ کے جانا تھا کافروں کی شکست کہ جس سے اور بھی جھلّا گئے تھے ظلم پرست
صحابیوں سے الجھنے لگے تھے دست بدست کبھی دیے گئے طعنے، کبھی کچھ اس سے بھی پست
ہر اک قدم جو نئی جنگ ہوتی جاتی تھی
تو زندگی کی قبا تنگ ہوتی جاتی تھی

اگرچہ کفر پہ ہیبت انھیں کی تھی غالب مگر نہ تھا ابھی ماحول جنگ کا طالب
جہاد کا تھا نہ ڈھانچا نہ عسکری قالب پڑا یہ وقت تو کام آئے پھر ابوطالبؑ
بقصدِ ہجرتِ حبشہ جو قافلہ نِکلا
تو اُس کی تہ میں بھی ان کا ہی مشورہ نِکلا

نہ مشورہ ہی فقط بلکہ اِس قدر ایثار کہ پہلے نذر کیا اپنے قلب و جاں کا قرار
قرارِ قلب وہ بازوئے حیدرِ کرارؑ خوشی سے مرنے پہ تیار، جعفرِ طیارؑ
وہ آج بھی جسے ہمدردیاں ہوں دین کے ساتھ
پسر کو بھیج تو دے مَوت کے یقین کے ساتھ

چلے برائے تعاقب جو کفر کے جاسوس اذاں کی ضد پہ کبھی جیسے غل کرے ناقوس
جو رہ گئے تھے صحابہ وہ سب ہوئے مایوس مگر رسولؐ، خدیجہؓ، علیؑ، یہ چند نفوس
بڑھے مدد کو پھر اب ایک بار ابوطالبؑ
قلم کی پکڑے ہوئے ذوالفقار ابوطالبؑ

سب درست

لکھا وہ حاکمِ حبشہ کو نامۂ منظوم   مؤرخینِ ادب میں مچی ہے جس کی دھوم
کہ اے امیرِ حبش کیا نہیں تجھے معلوم   محمدِ عربی ہیں وہ بندۂ قیّوم
خدا کے حکم سے جو دین کے منادی ہیں
مثالِ عیسیٰؑ و موسیٰؑ نبی وہادی ہیں

کتابِ عیسیٰ مریمؑ جو ہے خدا کا کلام   پڑھا ہے تو نے بھی اس میں ضرور ان کا نام
خلوصِ دل سے تجھے دے رہا ہوں میں یہ پیام   کہ اب خدا کے لیے شرک چھوڑ، لا اسلام
لکھا ہے جس نے یہ خط اس کا دین ظاہر ہے
یہ لفظ کیا وہ لکھے گا جو آپ کافر ہے

جمے رہے جو ابوطالبؑ اور اُن کے پسر   بنیؐ نہ کفر کی سازش کی بات ذرّہ بھر
امیر پر جو کُھلا مشرکوں کا فتنہ و شر   ہوا سفینۂ سفیانیت ہی زیر و زبر
بڑے گئے تھے جو سردار سر اٹھائے ہوئے
پھرے وہ اپنا سا منہ لیکے منہ کی کھائے ہوئے

نہ کارگر ہوئی فتنوں کی جب کوئی تدبیر   تو ان سے قطعِ تعلق پہ تُل گئے وہ شریر
وہ عہد نامہ کہ شامل تھا جس میں جمِّ غفیر   بشر کی شکل میں شیطان نے کیا تحریر
لکھا کہ قعرِ مذلت میں ڈال دو ان کو
برادری سے اب اپنی نکال دو ان کو

ہمیں نہ دے دیں یہ جب وقت تک محمدؐ کو   تو ان کے غم میں خوشی میں کہیں شریک نہ ہو
نہ کھانے پینے کی کچھ چیز دو نہ بات کرو   اگر یہ بھوکے کبھی مرنے لگیں تو مرنے دو
یہ عہد نامہ کسی نے نہ لاکے گھر میں رکھا
لکھا نبیؐ کے خلاف اور خدا کے گھر میں رکھا

ملی جو اس کی ابوطالبؑ جری کو خبر   کہے وہ شعر جو نشتر رگِ حمیت پر
کہ اے قریش نہ ہوگے تم اس طرح سر بر   ابھی تو خون سے رنگیں نہیں ہوئے خنجر
ابھی تو میان میں تیغیں اُداس بیٹھی ہیں
ابھی تو عورتیں مردوں کے پاس بیٹھی ہیں

خدا کے گھر کی قسم اے گروہِ فتنہ و شر   یہ شور و شر ہے ہُوا جب شگفتہ ہوئے سر
یہ اِس لیے ستم و جور ہے محمدؐ پر   کہ ہیں وہ ہادیِ برحق خدا کے پیغمبرؐ
یہ شعر سُن کے عقیدہ تو صاف ظاہر ہے
جو اِس خیال کا انساں ہے کیا وہ کافر ہے

طویل ہے یہ کلامِ تحدّی و تہدید   وہ چُن لیا، مرے دعوے کی جس سے ہو تائید
نظر میں تول کے مستقبلِ رسولؐ مجید   یہ کنبہ لے کے چلے سوئے کوہ بن کے حدید
مکینِ شعب تھے مردِ دلیر کی صورت
ہر ایک فرد تھا گھاٹی میں شیر کی صورت

عجیب وقت پڑا تھا یہ آلِ ہاشم پر   کہ ذرّہ ذرّہ تھا دشمن نظر اُٹھائی جدھر
حصارِ سنگ میں محصور حریت پرور   غذا نہ آب نہ بستر نہ روشنی کا گزر
نہ ہر شعاع ہی کترا کے ان سے جاتی تھی
امید تک کی کرن بھی نظر نہ آتی تھی

جو گرمیاں تھیں تو محشر جو سردیاں تو بلا   گھُٹی گھُٹی سی ہوا اور بجھی بجھی سی فضا
وہ بھوک پیاس کی شدت میں استقامتِ پا   وہ طفل پھول سے نازک وہ پتیوں کی غذا
طعام جب نہ پہنچتا بہم، نہ کھاتے تھے
پر اتنے صابر و ضابط کہ غم نہ کھاتے تھے

یہ غم خوشی سے اٹھاتے تھے عمِّ پیغمبرؐ   بس ایک فکر تھی شب خوں نہ ہو محمدؐ پر
یہی سبب تھا کہ فرشِ رسولؐ پر شب بھر   کبھی عقیل کو بھیجا، کبھی گئے حیدرؑ
کہیں نبیؐ پہ نہ ظلمِ شدید ہو جائیں
بلا سے گر مرے بیٹے شہید ہو جائیں

اُدھر وہ قتلِ نبیؐ پر تُلے ہوئے گمراہ   اِدھر یہ عابدِ شب زندہ دار صورتِ ماہ
اندھیری رات کی اوڑھے ہوئے ردائے سیاہ   بنے تھے پشت و پناہِ رسولِ عرش پناہ
یہ جاگتے جو نہ رہتے، نصیب سو جاتا
وجودِ ختمِ رسالت کا ختم ہو جاتا

اٹھائے تین برس تک یہی غمِ جانکاہ   کہ ایک روز محمدؐ نے دی خبر ناگاہ
چچا اب آنے ہی والے ہیں راہ پر گمراہ   کہ عہد نامہ کو دیمک لگی بفضلِ الٰہ
بہ اقتضائے طبیعت بہ اہتمامِ خدا
حروف چاٹ گئی سب سوائے نامِ خدا

یہ سُن کے دوڑ گئی رُخ پہ آپ کے سرخی   یقینِ وحی نے فوراً بساطِ غم الٹی
گئے حرم میں لیے ساتھ چند مطلبی   امان چاہیں گے، سمجھے یہ دشمنانِ نبیؐ
سرورِ فتح جو کُبشروں پہ جلوہ گر دیکھا
بصد شکوہِ خلیلی اِدھر اُدھر دیکھا

کہا پکار کے لاؤ تو عہد نامہ ذرا   پھر اس کے بعد ہی اب کوئی فیصلہ ہوگا
وہ سربمہر خریطہ جو سامنے آیا   کہا یہ تان کے سینہ کہ اے گروہِ جفا
کرو ہزار ستم، ہر ستم پہ غالب ہوں
نہیں ہوں رحم کا طالب مَیں حق کا طالب ہوں

ابھی یہ میرے بھتیجے نے دی ہے مجکو خبر   کہ عہد نامہ کو دیمک نے کھا لیا یکسر
سوائے کلمۂ اللہ سارے حرفوں پر   پھرا وہ قہر کا پانی کہ مٹ گیا دفتر
یہ جھوٹ ہو تو ابھی ہم سے لو محمدؐ کو
جو سچ ہو یہ تو پیمبر کہو محمدؐ کو

بتائیں اہلِ نظر گفتگو کا یہ عنوان   کرے گا کوئی بھی کیا اختیار بے ایقان
وہی لگائے گا بازی پہ ایسے وقت میں جان   جسے صداقتِ وحیِ خدا پہ ہو ایمان
یہ معتقد ہیں جب اتنے رسولِ دَوراں کے
تو اور ہوتے ہیں سر سینگ کوئی ایماں کے

اب اس کے بعد حدیثیں ہیں ایک دو وضعی   کہ مرتے وقت یہ بولے چچا سے اپنے، نبیؐ
اجل قریب ہے ایمان لائیے اب بھی   کہا انھوں نے کہ ہے دینِ مُطّلب کافی
صحاح میں بھی سہی یہ، مگر غلط سمجھو
ہٹا ہے نقطۂ حق سے تو بے نقط سمجھو

ہیں اس کے راویِ اوّل مُسیّب ذی شاں — جو فتحِ مکہ کے موقع پہ لائے تھے ایماں
وفاتِ عمِ پیمبرؐ کے وقت تھے وہ کہاں — بیاں کا ذکر ہی کیا جب نہیں وجودِ زباں

زباں ہی جب نہیں گویا تو بات جھوٹی ہے
یہ شاخ شجرۂ سفیانیت سے پھوٹی ہے

جسے تلاش ہو حق کی پڑھے وہ ابنِ ہشام — کہ نزع میں متحرک تھے لب بذوقِ تمام
قریب بیٹھے تھے عباسؓ عمِ خیرِ انام — انھوں نے جھک کے سنا اور کیا پلٹ کے کلام

جلالِ حق کا سبق پڑھ رہے ہیں جلّ اللہ
محمدؐ آؤ سنو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ

ہیں معترض کی نگاہوں میں دیدہ ورِ عباس — صحابیوں میں بھی ہیں مردِ مقتدر عباس
رجال میں بھی ہیں شک سے بلند تر عباس — رواۃ میں بھی ثِقہ اور معتبر عباس

جنھوں نے صدق بیانی کے اجر لوٹے ہیں
تو پھر وہ کون ہے سچّا جو یہ بھی جھوٹے ہیں

نہ جانچیے یہ روایت، نہ سیرت و کردار — نبیؐ کی آنکھ سے اب ان کو دیکھیے اک بار
یہ بارگاہِ رسالت میں آپ کا تھا وقار — پچھاڑیں کھا کے انھیں روئے احمدِ مختارؐ

وہ "عامِ حزن" بنا ان کا جب وصال ہوا
یہ غمِ رسولؐ کی اُمّت میں ایک سال ہوا

یہ مرنے والا اگر ایمان ہی نہ لایا تھا — تو کیا رسولؐ نے کافر کا غم منایا تھا
زباں پہ وَا اَبَتَا بار بار آیا تھا — وہ خود بھی روئے تھے اوروں کو بھی رلایا تھا

جتا دیا تھا کہ جو محسنِ رسالت ہے
تو اُس کو رونا رُلانا نبیؐ کی سنّت ہے

یہ بات اگر ہو اجازت تو پوچھ لوں میں بھی — حسینؑ ابنِ علیؑ کیا نہیں تھے محسنِ دیں
ہم ان کو روئیں تو پھر کیوں ہو کوئی چیں بجبیں — بنے تھے آن کا تو ناقہ رسولؐ عرش نشیں

حسینؑ سوئے شہِ مرسلیں کے سینے پر
غضب ہے شمر کا زانو انھیں کے سینے پر

وہ عصر اور وہ نمازِ امامِ تشنہ دہن — ہزار و نہ صد و پنجاہ و یک جراحت تن
وہ اپنے خون میں رنگیں ہر ایک عضو بدن — جبیں سجود میں، گردن پہ تیغ، در پہ بہن
تڑپ کے چیخ اٹھے صبر مرحلہ ایسا
کسی نبیؐ نے بھی پایا نہ حوصلہ ایسا

حسینؑ صبر پہ تیرے سب انبیا ہوں فدا — خوشی سے موت کو آغوشِ عاطفت میں لیا
کلیمؑ فرد تھے ہمت میں پھر بھی وقتِ قضا — کہا ملک سے کہ احباب سے مِل آئیں ذرا
وہ مرتے وقت ہر اک سے بزیب و زین ملے
مگر نہ زینبؑ و کلثومؑ سے حسینؑ ملے

ملک سے بولے دمِ قبضِ روح پھر موسیٰؑ — کہاں سے جان نکالو گے اے مطیعِ خدا
معینِ امرِ خدا ہے ہر ایک عضو مرا — کسی کی ان میں گوارا نہیں مجھے ایذا
جسے ہو قربِ خدا، یوں بچے وہ کلفت سے
حسینؑ شاد ہوں ہر عضو کی اذیت سے

بگوشِ ہوش کچھ اب حالِ کربلا سنیئے — سنا جو میرے تصور نے وہ ذرا سنیئے
بیانِ ہمت و صبرِ شہِ ہدا سنیئے — وہ آتی ہے ملک الموت کی صدا سنیئے
ملا جو حکم کہ سر سے نکال جانِ حسینؑ
کہا کہ سخت ہے یارب یہ امتحانِ حسینؑ

لگا ہے زخمِ تبر بہ رہا ہے سر سے لہو — بھرے ہیں خون میں جانِ رسولؐ کے گیسو
قریب جا کے رکھوں دل پہ کس طرح قابو — کہ اس لہو میں تو ہے فاطمہؑ کے دودھ کی بو
ندا یہ آئی کہ آنکھیں تو ڈال آنکھوں میں
کہا، بہن کا ہے اس دم خیال آنکھوں میں

میں پھر اُن آنکھوں پہ ڈھاؤں ستم یہ کیا ہے ضرور — بچھڑ کے جو علی اکبرؑ سے ہو گئیں بے نور
ندا یہ آئی دہن سے نکال جانِ حضور — کہا دہن میں تو کانٹے پڑے ہیں ربِ غفور
یہ جاں بلب ستم و جورِ اشقیا سے ہیں
زباں ہے سوکھی ہوئی تین دن سے پیاسے ہیں

ندا یہ آئی کہ گردن سے کھینچ جاں ان کی
کہا، میں کیا کروں گردن پہ چل رہی ہے چھری
چھری پکڑ کے یہ چلاتی ہے کوئی بی بی
نہ ذبح کر مرے بچے کو میں دعا دوں گی

جہاں رواں ترے خنجر کی آب ہے ظالم
یہ بوسہ گاہِ رسالتمآب ہے ظالم

ندا یہ آئی کہ سینے سے قبض کر لے جان
کہا کہ تیروں سے چھلنی ہے لے مرے رحمان
ابھی تو مار کے برچھی ہٹا ہے اک شیطان
اور اب تو ہے تہِ زانوئے شمر یہ قرآن

یہ کرب ہے کہ رُخِ پاک زرد ہے یارب
ترے حسینؑ کے سینے میں درد ہے یارب

ندا یہ آئی کہ مظلومیت کے رتبہ شناس
کمر سے کھینچ لے صابر کی جان بے وسواس
کہا ملک نے تڑپ کر بدردِ حسرت و یاس
کمر تو ٹوٹ گئی جب سے مر گئے عباسؑ

صدائے غیب یہ آئی بحال ہے چہرہ
کہا کہ خون سے اصغر کے لال ہے چہرہ

مطیعِ حکم ہوں پر فکر یہ ہے اے یزداں
ہر ایک عضو ہے زخمی لگاؤں ہاتھ کہاں
ملا جواب یہ مشکل کریں گے ہم آساں
نہ تو نکال مرے عاشقِ غریب کی جاں

قضا میں روحِ حیاتِ دوام ڈالیں گے
کچھ ایسے ڈھب سے یہ جان اب ہمیں نکالیں گے

یہ گفتگو تھی کہ مرجھا گیا رسولؐ کا پھول
فلک سے آ گئے روح الامیں حزین و ملول
کہا پکار کے منہ ڈھانپ لو برائے رسولؐ
پسر کی لاش پہ کھولیں گی اپنے بال بتولؑ

صدا یہ سن کے اسی سمت چل پڑیں زینبؑ
تڑپ کے خیمے سے باہر نکل پڑیں زینبؑ

نسیم اُدھر سے تو قدسی کی یہ صدا آئی
اِدھر تڑپتی ہوئی بنتِ مرتضیٰؑ آئی
قریبِ لاش جو خواہر بصد بکا آئی
اخی کے حلقِ بریدہ سے یہ صدا آئی

کوئی بزرگ نہ اب ہے نہ خورد ہے زینبؑ
نبیؐ کی آل تمھارے سپرد ہے زینبؑ